حضور نبی اکرم ﷺ بطور پیامبرِ امن و سلامتی:

حضور نبی اکرم ﷺ کی ساری زندگی اور اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد کا طرزِ عمل اور متعدد اقدامات امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں جنہیں حضور ﷺ کی حد درجہ دور اندیشی، زیرکی، باطنی بصیرت، انتہا درجے کی عقلمندی اور صبر و برداشت جیسے اوصاف نورِ نبوت کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں۔ بچپن میں ہی آپ ﷺ کے طور اطوار اور بعض عادات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امن پسندی آپ ﷺ کی سرشت اور جبلت و فطرت میں داخل تھی۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

ترجمہ: "اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔"

(سورۃ الانبیاء - 107)

امن و سلامتی کے لئے اقدامات:

نبی رحمت ﷺ آج کل کی بعض بڑی طاقتوں اور سیاستدانوں کی طرح امن و سلامتی کے زبانی کلامی دعویدار نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ نے امن و سلامتی کا ایک اعلیٰ نمونہ بن کر دکھایا۔ امن و سلامتی کی تعلیمات و ہدایات اور بدامنی کے تمام اسباب و محرکات کا قلع قمع کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے زندگی بھر اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد امن و سلامتی اور صلح و آشتی کے لئے حلف الفضول میں شرکت، **ہجرتِ حبشہ**، **ہجرتِ مدینہ**، **میثاقِ مدینہ** اور اس جیسے متعدد اقدامات فرمائے۔

آیت کا مفہوم:

"یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود

ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے۔ اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔"
(سورہ الاحزاب - 21)

1. **صلح حدیبیہ - امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت:**

حضرت محمد ﷺ کی امن پسندی، لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد سے گریز، امن و امان کی خاطر اپنی انا کو آڑے نہ آنے دینے اور صلح جوئی کا سب سے بڑا ثبوت حدیبیہ کے مقام پر اہلِ مکہ کے ساتھ **دس سال** کے لئے جنگ بندی اور صلح کا تاریخی معاہدہ ہے۔ اس موقع پر **چودہ سو** جانثار صحابہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اور ان میں وہ جانباز بھی موجود تھے جنہوں نے میدانِ بدر میں اہلِ مکہ کے ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر کو شکست دی تھی۔ یہ مسلمان اس پوزیشن میں تھے کہ اگر حضور ﷺ اشارہ فرما دیتے تو قریش کے نہ چاہنے کے باوجود وہ زبردستی مکہ میں داخل ہو جاتے اور عمرہ کر کے واپس ہوتے مگر آپ ﷺ نے شہر حرم کی حرمت اور امن کی خاطر اہلِ مکہ کی من مانی شرائط پر ہی جنگ کی بجائے صلح کو ترجیح دی۔
ایک شرط یہ تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آپ کے پاس چلا جائے گا تو آپ ﷺ اُسے واپس لوٹائیں گے اور اگر آپ کا کوئی آدمی قریش کے پاس چلا آیا تو وہ اسے واپس نہیں بھیجیں گے۔ آپ ﷺ **امن و امان** چاہتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کی تسکین اور ہر قیمت پر معاہدہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے پورے وثوق اور اللہ پر بھرپور اعتماد سے **صحابہ رضؓ پر واضح فرمایا:**

"میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں ہرگز اس کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔"

2- دیگر مذاہب کی تصدیق و تصویب نہ کہ تکذیب:

معاشرے میں امن و سلامتی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقداماتِ نبوی ﷺ میں سے ایک انتہائی مؤثر قدم دوسرے مذاہب کی تصدیق و تصویب بھی ہے۔ بدامنی، لڑائی جھگڑا، باہمی عداوت و نفرت اور عدمِ تحفظ و سلامتی کا ایک بہت بڑا سبب مذہبی تعصب یا دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہے۔

نبوی ﷺ کے وقت یہود و نصاریٰ میں مذہبی تعصب اس حد تک موجود تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے سوا باقی تمام مذاہب کو جھوٹا اور نجات کے لئے کافی نہیں سمجھتا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور یہود کہتے ہیں کہ نصرانیوں کی بنیاد کسی شے (یعنی صحیح عقیدے) پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودیوں کی بنیاد کسی شے پر نہیں، حالانکہ وہ (سب اللہ کی نازل کردہ) کتاب پڑھتے ہیں، اسی طرح وہ (مشرک) لوگ جن کے پاس (سرے سے کوئی آسمانی) علم ہی نہیں وہ بھی انہی جیسی بات کرتے ہیں۔ پس اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن اس معاملے میں (خود ہی) فیصلہ فرما دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔"

اس کے برعکس نبی محمد ﷺ نے پیمبرِ امن و سلامتی ہونے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کبھی نہیں کہا کہ دنیا کے دیگر مذاہب جھوٹے اور ان کو ماننے والے جہنمی ہیں بلکہ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ دنیا کا ہر مذہب اپنی اصل میں سچا اور خدا کی طرف لے جانے والا ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی تحریف اور حذف و اضافہ نہ ہوا ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ " اے اہلِ کتاب (الہامی کتاب کو ماننے والو)! آؤ ایک ایسی کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم خدا کو چھوڑ کر آپس میں سے بعض کو رب نہ بنائیں۔ "
(سورہ آل عمران - 164)

3. غزواتِ نبوی اور نقضِ امن کا شبہ:

غزوات نبی امن کے لئے قائم کی جاتی تھیں۔ اور اکثر دشمن کے حملے سے پہلے ان کی روک تھام کرنا ہوتا تھا۔ غزوات میں لڑائی دفاعی ہوتی تھی جس کا مقصد کفار کو شرارتوں سے روکنا اور مسلمانوں کو ظلم و ناانصافی سے بچانا ہوتا تھا۔ غزوات کا مقصد کفار کے ظلم و ستم کو ختم کرنا تھا تاکہ امن قائم ہو سکے۔ بہت سے غزوات پر لڑائی نہیں ہوتی تھی کیونکہ دشمن موقع پر ہی پسپا ہو جاتا تھا جو امن کے قیام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطابق غزوات کے تمام **قواعد و ضوابط امن و امان** کو قائم رکھنے کے لئے تھے۔

ابتدائی غزواتِ نبوی خالصتاً اپنے دفاع میں تھے جبکہ بعد کے غزوات **مثلاً غزوہ خیبر، غزوہ حنین، فتح مکہ اور غزوہ تبوک** وغیرہ میں اگرچہ پیش قدمی کی گئی مگر وہ اس لیے کہ سر پر منڈلاتے خطرات اور سازشیں مزید شدت اختیار نہ کر جائیں اور مخالف قوتیں اس نظام یا دین کو سرے سے ختم کر دینے کی پوزیشن میں نہ آ جائیں جس کی تبلیغ و نفاذ کے لئے آپ تشریف لائے۔

قرآن پاک میں فرمایا:

آیت کا مفہوم: " اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سب کی سننے والے ہیں۔

کہہ دو کہ تمہارے لئے سب کی سننا ہی بہتر ہے اور وہ مومنوں
کی بات مانتا ہے اور اللہ پر یقین رکھتا ہے اور تم میں
سے جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے وہ رحمت ہے"
(سورہ التوبہ - 61)

4۔ **نقضِ امن کے اسباب کی ممانعت و مذمت:**

نبی رحمت ؐ نے ہر ایسے امر سے منع
فرمایا اور اس کی مذمت و شدت فرمائی جو معاشرے کے امن و
امان میں خلل اور لڑائی جھگڑے کا باعث و سبب بن سکتا
ہے۔ اور ایسے تمام امور کی حوصلہ افزائی، فضیلت اور تعریف و
توصیف بیان فرمائی ہے جو معاشرے میں باہمی محبت، رواداری
اور صلح و آشتی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

(1) تنگ نظری کی ممانعت:

معاشرے میں فتنہ و فساد، خونریزی،
زیادتی اور ہر بدامنی کا ایک بڑا سبب، تنگ نظری کا معنی ہے
تنگ نظری کا معنی رنگ، نسل، وطن اور عقیدہ و مذہب یا
میں اختلاف کی بنیاد پر اپنے مخالف کو برداشت نہ کرنا، اسے
قبول نہ کرنا، اسے دیکھ نہ سکنا اور اس سے زندگی کا حق بھی
چھین لینے کی کوشش کرنا ہے۔ نبی رحمت ؐ نے ایک مملکت کا
سربراہ ہوتے ہوئے بھی جس طرح اپنے مخالفین اور ان کی
شرارتوں کو برداشت فرمایا اور ان کے ساتھ وسعت قلبی،
رواداری، درگزر اور صلح و آشتی کا معاملہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ؐ کی بعثت کے وقت خشکی اور
تری (ساری دنیا) میں فتنہ و فساد غالب اور ظلم و زیادتی
دنیا بھر میں عام ہو چکے تھے کہ اللہ نے حضور اکرم ؐ کے ذریعے
دینِ اسلام کو غالب فرمایا، آپ ؐ نے فساد کو دنیا سے دور فرمایا
اور اس کی پھیلائی آگ بجھائی۔"

(۲) عصبیت کی نفی:

انسانی معاشرے میں نقضِ امن کے اسباب و وجوہات میں سے ایک بڑا سبب **عصبیت** بھی ہے۔ عصبیت یہ ہے کہ آدمی کسی کی محض اس بنیاد پر حمایت کرے کہ وہ اس کی قوم اور برادری سے تعلق رکھتا ہے، چاہے وہ ناحق، غلط اور دوسرے پر ظلم کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

حضور اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ:

"کیا یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ آدمی اپنی قوم کے ساتھ محبت رکھے۔"

آپؐ نے فرمایا:

"نہیں، بلکہ عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم پر بھی اپنی قوم کی مدد کرے۔"

مزید فرمایا:

"وہ شخص ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں جس نے (دوسرے لوگوں کو) عصبیت کی طرف بلایا اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جس نے محض عصبیت کی بناء پر (کسی دوسرے سے) جنگ کی یا لڑا اور وہ آدمی بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے جذبہ پر مرگیا۔"

(۳) ہتھیار کے اشارے سے ممانعت:

کسی آدمی کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنے میں چاہے وہ مذاق میں ہی ہو، ایک تو اس بات کا خدشہ ہے کہ مشارٌ الیہ آدمی خوف زدہ ہوگا اور اچانک خوف زدہ ہونے سے انسان کو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسرا اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ اسلحہ غیر ارادی طور پر چل جائے۔ اور یہ چیز معاشرے میں بدامنی کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان (اسے غصہ دلا دے اور) اس کے ہاتھ میں کپکپی طاری کر دے پھر وہ (بے گناہ قتل کی سزا میں) جہنم کی آگ میں جا گرے۔"

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

"جس آدمی نے اپنے بھائی کی طرف کسی آہنی ہتھیار سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت (رحمتِ الٰہی سے دوری کی بددعا) بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس اشارہ کو ترک کر دے چاہے وہ اس کا حقیقی بھائی بھی کیوں نہ ہو۔"

بھائی مسلمان کے علاوہ غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔ گویا غیر مسلم کو بھی اس انداز میں ڈرانا دھمکانا جائز نہیں۔

(۴) ڈرانے اور خوف زدہ کرنے کی ممانعت:

کسی کو ڈرانا اور خوفزدہ کرنا بھی چونکہ انسان کے **ذہنی اطمینان اور امن و امان** میں خلل انداز ہوتا ہے، چاہے وہ ہنسی مزاح میں ہی کیوں نہ ہو اس لئے نبی رحمت ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔"

کسی آدمی کا مال چھپانا بھی اس کے لئے پریشانی اور ڈر کا سبب ہوتا ہے اس لئے رسول ﷺ نے ایسا کرنے سے بھی منع فرمایا۔

ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کا سامان ہرگز نہ چھپائے، نہ مذاق میں نہ جان بوجھ کر۔"

(۵) سلام کہنے کی تعلیم و تلقین:

نبی رحمت ﷺ نے امن و سلامتی کے فروغ کے لئے جو متعدد اقدامات اٹھائے، ان میں سے ایک منفرد قدم جس نے معاشرے میں امن و سلامتی کے ساتھ باہمی محبت اور الفت کو فروغ دیا اور لوگوں کو امن و سلامتی کی اہمیت بھی ذہن نشین کرائی، وہ ہے اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہر ملاقات کے وقت سلام **(السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ)** کہنے کی تلقین اور ترغیب۔ یہ سلام اپنے لغوی اور مرادی معنی کے اعتبار سے مخاطب یا ملاقاتی کے لئے صرف زبان سے سلامتی کی دعا نہیں بلکہ متکلم کی طرف سے اس بات کا اعلان اور اقرار بھی ہے کہ تم میری طرف سے بالکل مامون اور محفوظ ہو۔

خلاصۂ بحث:

حضور نبی اکرم ﷺ دنیا میں ایک عالمی اور دائمی نبی کی حیثیت سے "**رحمۃ للعالمین**" بن کر تشریف لائے۔ اس رحمۃ للعالمینی کا لازمی تقاضا تھا کہ آپ ﷺ دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بھی بنائیں۔ اس کے لئے ایک تو حضور نبی اکرم ﷺ کی جبلت و فطرت میں امن و سلامتی کا جذبہ ودیعت کیا گیا۔ آپ ﷺ نے خلق خدا کو اللہ کا جو پیغام پہنچایا وہ اپنے معنی اور تعلیمات کے اعتبار سے سراسر امن و سلامتی کا پیغام تھا۔ چونکہ آپ ﷺ رنگ و نسل اور علاقہ کی تفریق کے بغیر ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے تھے۔ اس لئے آپ نے معاشرے میں **امن و سلامتی** کے فروغ اور ہر انسان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ و سلامتی کے لئے ایسے متعدد اور دور رس اقدامات فرمائے جنہوں نے کم از کم جزیرۃ العرب کو **امن** کا گہوارہ بنا دیا۔